دنیا کی تعمیر نو

نصرت محمود

علامہ اقبال بیسویں صدی کے بہت بڑے مفکر، فلسفی اور عاشق رسولؐ تھے۔ انہوں نے پیام مشرق کے دیباچے میں لکھا ہے، ”زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی۔ جب تک پہلے اسکی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب رونما نہ ہو جائے۔ اور کوئی نئ دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اسکا وجود پہلے انسان کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔“

قارئین کرام! جن کے لیئے مشکل اردو کو سمجھنا کا ردارد ہے انکے لیئے اس اقتباس کا انگریزی ترجمہ بھی کر دیتی ہوں۔

"No revolution can occur in the status of life unless it does not take place in deep recesses of human soul. And no new world can establish its external existance untill it is figured dearly and firmly in the depths of human conciousness".

حکیم الامت نے یہ نتیجہ اس آیت سے نکالا، ” اِنّ اللّٰہَ لَا یُغَیّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیّرُ و ا مَا بِاَنۡفُسِھِمۡ“ یقینا اللہ تعالیٰ کسی قوم میں کوئی تغیر(Revolution) نہیں لاتا جب تک کہ وہ اپنے نفوس میں کوئی تغیر (Revolution)پیدا نہیں کر لیتے۔“13:11 اس تغیر کو لانے کے لئے ہمیں پہلے ان نفوس کو عدم سے وجود میں لانے کا مقصد معلوم ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ” وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ و الِاۡنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُون۔51:56 کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو پیدا ہی اسلیئے کیا ہے کہ وہ میری ہی غلامی کریں“ جو احکامات میں ان کو دوں ایک غلام کی طرح بے چون و چرا مانیں اور انکو اسی طرحImpliment بھی کریں جو میرے Great, Great, grand planکا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے”اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثاً کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں عبث (بے وجہ، بے مقصد) پیدا کیا ہے؟“ 23:115ایک چھوٹی سی پنسل کا ضرور کوئی بنانیوالا بھی ہے اور اسکا پنسل بنانے کا کوئی مقصد بھی ہے۔ اور یہ اتنا بڑا دنیا کا کارخانہ بے مقصد ہے!۔ اور خود ہی وجود میں آگیا ہے! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا38:75 پھر فرشتوں سے تعظیمی سجدہ کروایا پھر چاند سورج ستاروں دریاؤں سمندروں پہاڑوں کو انسان کے لیے مسخر کیا اسے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضلیت دی فرمایا لَقَدۡ کَرَّمۡنَا نبی آدم۔۔۔ ہم نے نبی آدم کو عزت و اکرام دیا اسے بحر وبر پرMasteryدی اسے فائدہ مند اور اسکی طبیعت کے مطابق چیزوں (طیبات) سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اسے فضلیت دی“17:70اس اتنی بیش قیمت زندگی کی ایک انتہا موت بھی مقرر کی۔ کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ جو حکیم و علیم ہے اتنا سب کچھ بے مقصد کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریمؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ کہلوا کر سمجھایا ہے ”وہی (اللہ ہی) تو ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے احسن (بہتر) عمل کون کرتا ہے۔“67:2اسے سمجھنے کی بجائے ہم اس کے Great,Great, Grand Planکو سمجھنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا بڑاPlanہم جیسے چھوٹے دماغوں میں آ نہیں سکتا۔ جیسے فوج کے ہر ہر سپاہی کو کمانڈر ان چیف کے Plansکا علم نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ تو اسکی باریکیاں اور مقصد سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اس بات پر چوں چوں کر سکتا ہے۔ کہ جب تک planکا علم نہیں ہو گا۔ حکم نہیں مانوں گا بلکہHe is there to do and dieہمیں بھی بات سمجھ لینی چاہیے۔ کہ” اِنَّا للہ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُونَ“ کہ یہ بات یقینی ہے کہ ہم ہماری جانیں ہمارے وجود سب کچھ اللہ تعالیٰ (کے اس گرینڈ پلان میں اپنا حصہ ڈالنے) کے لیئے ہیں۔ اور (کام اور ضرورت ختم ہونے کے بعد) ہم نے واپس بھی اسکی طرف جانا ہے۔“ اللہ تعالیٰ کی فوج کے ہر سپاہی کو ایسے ہیDo and dieکرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اسے اپنے پلان کا بڑی اچھی طرح سے علم ہے۔ اور وہ فرماتا ہے” اللہ تعالیٰ کو شایاں نہیں کہ وہ تمہیں اپنے غیب پر مطلع کرے ہاں البتہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب کر لے“3:179۔ جیسے آپکی فوج کے کمانڈر اپنے سیکنڈ ان کمانڈ کو اپنے وار پلان سے مطلع کر دیتے ہیں۔ ایک اور مثال لیتے ہیں ہر مشین جو کسی بھی manufacturerکی بنی ہو اس کے ساتھ اس کو بہتر طریقے سے چلانے کی اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہدایات دی ہوتی ہیں۔ اگر ہدایات میں یہ لکھا ہے اسے 110وولٹ کی ضرورت ہے اور ہم اسے 220 وولٹ کے پلگ میں لگا دیں گے تو مشین بھک سے اڑ جائے گی لیکن ہم ہدایات کے مطابق چلیں گے تو مشین بھی بہترین کارکردگی دکھائے گی۔ اللہ

تعالیٰ 6:91میں فرماتا ہے،"وَمَا قَدَرُاللهُ حَقَّ قَدْرِہ جب انہوں نے (انسانوں) نے یہ کہا کہ اللہ نے (بشر بنا تو دیا لیکن) بشر کے لیئے کوئی (ہدایات) نازل نہیں کیں (تو انہوں نے بہت ہی نامناسب بات کی) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اندازہ کما حقہ نہیں لگایا"6:91واقعی میں اگر سوچا جائے کہ انسان تو اتنا عقلمند ہو سکتا ہے کہ اپنی بنائی ہوئی مشین کو صحیح طرح چلانے کے لیے تو ہدایات دے اور اللہ تعالیٰ جو 'خَلَّاقُ' علیم'15:86ہے اور جس نے انسان جیسی complicatedمشین بنائی ہے اور جو انسان کو اندر باہر سے اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ کوئی ہدایات ہی نہ دے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آدم کو زمین پر بھیجتے ہوئے ہی کہہ دیا تھا، "کہ جب جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایات آئیں (تو ان پر عمل کرنا) جو ان پر عمل کرے گا۔ اسے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی حزن2:38اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں وہاں کے حالات اور عوام الناس کی عمومی ذہنی استعداد کے مطابق ہدایات کے ساتھ رسول بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

یہ سب رسول ایک ہی مقصد کے لیئے بھیجے گئے۔ یہ سب کے سب پیغمبر ایک ہی بات کہتے تھے۔"اَنِ عْبُدُاللهَ" نوحؑ نے کہا، ہودؑ نے کہا، صالحؑ نے کہا، لوطؑ نے بھی یہی کہا۔ اور جو الفاظ بیشتر پیغمبروں بلکہ تقریباً سب ہی پیغمبروں نے ادا کیئے وہ ہیں، " وَمَا اَنَا اِلَّا نذیر" مبین"46:9"کہ (بھئی) میں تو صرف ایک ڈر سنانے والا ہوں۔ جو کھول کھول کر تمہارے برے کرتوتوں اور ان کے انجام سے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں ڈرارہا ہوں۔(I am a mare warner or a whistle wowerجو خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے(میں نے تم سے کوئی اجرت نہیں لینی"۔ اور نبی کریمؐ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، انہیں بتا دو کہ تم کوئی نئے رسول تو نہیں آئے" دنیا میں تم سے پہلے بے شمار پیغمبر آ چکے ہیں اور" اب تم (اے محمدؐ) 'خاتم النبیین"33:40ہو۔ سب پیغمبروں کی رسالت کا سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ اس حقیقت کو establishکر دیا جائے کہ تمہارا اِلٰہَ (معبود) بلا شرکت غیر اِلٰہ" واحد ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو اِلٰہَ (معبود) مت پکارو اُسکے علاوہ کوئی اِلٰہَ نہیں ہے" اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا اِلٰہَ (معبود) نہ بناؤ " یہ ایمانِ محکم ثباتِ زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ بقول علامہ اقبال، "ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں"۔ یہ یقین یہ حق گوئی اور یک گوئی انسانوں کے دلوں کو بکھرنے سے بچاتی ہے، فرماتے ہیں

جب اس انگارہ ء خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا

تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

عیسیٰؑ کے بعد تقریباً 600سال گزر چکے تھے انسانیت اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات بھول چکی تھی یا خلط ملط کر چکی تھی، دنیا جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب چکی تھی۔ اس تیرہ و تار دنیا سے ایک نئی دنیا آباد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو فارمولا رسول اللہ ﷺ کو دیاوہ ہے، ' تلاوت، تزکیہ، تعلم اور حکمت'۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں بلکہ اور بھی جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ وہ ہے "ھُوَالذیٔ وہی ہے جس نے امیّین (not lettered)میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات (ہدایات) پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ پھر ان کو (ان کے قلوب و اذہان کو الٹی پلٹی سوچوں سے) پاک صاف کرتا ہے۔ پھر انہیں لکھی ہوئی کتاب(instructions)کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر (ساتھ ساتھ) وہ حکمت(wisdom)بھیimpartکرتا ہے۔ جو ان ہدایات کے اندر پنہاں ہے۔ اس سے پہلے تو وہ (امیّین) کھلی گمراہی میں مبتلا تھے"62:2بے شک وہ اپنے آپ کو 'ابوالحکم' 'حکمت کا باپ' سمجھتے ہوں لیکن حقیقت میں 'ابو جہل' 'جہالت کا باپ' ہی تھے۔ شعراء ایسے ایسے تھے کہ ان کا کلام معزز سمجھا جانے کی وجہ سے (بیت اللہ) پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ واضح کر رہا ہے کہ وہ جتنی بھی ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔ تھے کھلی گمراہی میں مبتلا! پہلے تو مالی اعلان کرتا ہے۔ کہ فلاں فلاں موسم میں فلاں فلاں زمین میں فلاں فلاں پودا درخت لگاؤں گا تو پھل دے گا۔(صحابہ کرام کا چناؤ عمرؓ کے لیئے دعا) پھر زمین کی تیاری کر کے پودوں کو نقصان پہنچانے والی جڑی بوٹیوں سے، کنکر پتھر سے پاک صاف کرتا ہے (ہر قسم کے اِلٰہ کی نفیلا اِلٰہ کاconcept) پھر بیج ڈالتا ہے (اِلَّا اللہ کا) پھر اس حکمت کو ارد گرد کے لوگوں پر واضح کرتا ہے۔ کہ یہ سب کام میں نے کیوں کئے ہیں (مقصد زندگی حاصل کرنے کے لیئے) تا کہ جن کی وہ زمین ہے۔ اور جو اس کا پھل (ثمرات) سمیٹنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی شک و شبے میں نہ رہیں۔ اور ثابت قدمی سے اپنے مشن پر ڈٹے رہنے میں مدد کریں۔ جس زمانے میں محمدؐ مبعوث ہوئے قلوب و اذہان کی زمین زرخیز ہونے کے باوجود کفروشرک کی جڑی بوٹیوں، نفرت و عداوت کے کنکر پتھروں سے اٹی پڑی تھی۔ تکبر کے مظبوط درخت بھی پوری آن بان سے کھڑے تھے اور اپنے تیئں زندگی کو سایہ بھی فراہم کررہے تھے۔ اس زمین کو پاک صاف (Purify)کر کے نبی

کریمؐ کو توحید کا درخت لگانا تھا۔ اور کلمہ طیبہ کا ایسا درخت لگانا تھا جس کی "جڑیں زمین میں مضبوطی سے جمی ہوں اور اسکی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوں۔ اور وہ بِاِذنِ اللہ ہر وقت پھل دیتا رہے" 14:24کیونکہ اُس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مطلوبہ دنیا کی تعمیر نا ممکن تھی اب آپ محمدؐ کو باغبان کہیں یا ماہر زُرّاع کہیں ہماری جانیں انؐ پر فدا ہوں انہوں نے نہایت جانفشانی سے ہر قسم کی مشکلات مشقتیں اور ستم سہہ کر بھی اپنا یہ کام خوش اسلوبی سے نبھایا اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی اس زرّاعی فصل کی اٹھان اور پھر فصل پکنے پر زُرّاع کی خوشی اور دشمنوں کے احساسات کو بہت ہی خوبصورتی سے سورۃ فتح کی آیت نمبر29میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے "کَزَرعٍ اَخرَجَ شَطئَہٗ' اس کھیتی کی طرح جس نے محنت سے پھیلا کر بوئے ہوئے بیجوں کو پھاڑ کر پہلے اپنی (نازک سی) کونپل نکالی۔ پھر(مسلسل سینچے جانے کی وجہ سے) اس نازک کونپل کو موٹا اور مضبوط کیا پھر (ہر پودا) اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا تا کہ وہ ان زُرّاع کو خوش کرے (جنہوں نے اسے بیج ڈالنے سے لیکر پالنے پوسنے کے سارے مراحل طے کرائے) اور تا کہ انکار کی روش پر اڑے رہنے والوں کا جی جلائے اور وہ کڑھیں کہ ہم نے تو اس بیج ڈالنے والے زرّاع کا ہر راستہ کاٹا اس فصل کو پنپنے نہ دینے کے لیئے ہر حربہ آزمایا لیکن یہ فصل تو اللہ کے کرم سے لہلہا رہی ہے۔

نبی کریمؐ نے انسانوں تک وہ چیز پہنچا دی جو "شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصدور ہے Remedy and cure for whatever wrong or disease is in the centres of humans.اگر کوئی چور اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر انسانوں کی عقل و خرد کے خزانوں کو لُوٹنا چاہے۔ تو اسے ایسی چیز کی خبر نبی کریمؐ نے پہلے سے دے دی ہو جس کی روشنی کی وجہ سے انہیں آتا ہوا چور نظر آ جائے۔ اور چور کو بھی نظر آ جائے کہ اس نے تو روشنی کر لی ہے میں پکڑا جاؤں گا۔ اس لیئے وہاں سے بھاگ جائے۔ ایک اور کام جو دنیا کی تعمیرِ نوح کے لیے ضروری تھا وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بتایا، "وہ ان کے لیئے ان چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔ جو ان کے لیئے مناسب اور فائدہ مند (Suitable and useful)طیبات ہیں۔ اور ان چیزوں سے روکتے ہیں جو خبیث (Malicious) ہیں اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور طوق اتارتے ہیں (جو انہوں نے خود اپنے اوپر لاد رکھے تھے)"7:157 زندگی کی تعمیر نو کے سب انتظامات کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلیَومَ اَکمَلتُ۔۔۔ آج میں نے تمہارے adopt)کرنے کے) لیئے اس راستے کی تکمیل کر دی ہے (جس پر چل کر تم مقصد حیات پا سکتے ہو) اور تم پر اپنی تمام نعمتوں کا اتمام کر دیا ہے۔

Mission accomplished by showering alll the) blessings on you)اور تمہارے چلنے کے لیئے، اختیار کرنے کے لیئے جو راستہ میں نے پسند کیا ہے جس سے میں راضی ہوں وہ راستہ تسلیم (ماننے) کا راستہ ہے"۔ کیونکہ "لَا یَرضٰی لِعِبَادِہِ الکُفر" اسے اپنے غلاموں کے لیئے انکار کی روش پسند نہیں"39:7

دیکھیں کسی بہت ہی مشہور اور نیک نام کمپنی نے ایک سڑک بنائی ہے۔ اس نے اسمیں میٹریل بھی پورا ڈالا ہے۔ اور بہترین سڑک بنانے کے لیئے جو Specificationsاور اصول ہیں ان کا بھی پاس کیا ہے۔ وہ سڑک ایسی ہے کہ آپکی گاڑی کو Gripدیتی ہے۔ آپکی حفاظت کے انتظامات بھی اس نے پورے کیئے ہیں آپکی آسانیوں کے لیئے ریسٹ ایریاز اور ہوٹل وغیرہ بھی بنائے ہیں۔ اب وہ کمپنی اپنے کچھ قوانین آپ پر لاگو کرتی ہے۔ تو میرا خیال ہے جو منزل مقصود پر بحفاظت پہنچنا چاہتا ہو گا۔ وہ ضرور ان قوانین کو مانے گا۔ تو بھئی جو رستہ (دین) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے پسند کیا ہے جس سے تم اسکی نعمتیں سمیٹتے ہوئے بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہو۔ کیا اسکا یہ حق نہیں کہ تم اسکی مرضی (رضا مندی) کے اصول بھی مانو؟ بلکہ وہ کہتا ہے۔ کہ مجھے ہر گز پسند نہیں کہ اپنے آپ کو میرا غلام ہونے کا دعویٰ کرنے والے کا Behaviourاسکے الٹ ہو۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے فرمایا، "فَفِرُّوٓا اِلَی اللہ" اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگ چلو" 51:50اور نبی کریمؐ سے فرمایا، "فَذَکِّر اِن الذِکرٰی تَنفَعُ المُؤ مِنین"51:55 کہ اے محمدؐ تم نصیحت کرتے رہو کیونکہ پکی بات ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کی باتیں مانے گا(اس یقین کے ساتھ) کہ اللہ کی باتیں ماننے سے ہی امن حاصل ہوتا ہے۔ انہیں تمہاری نصیحت فائدہ دے گی"۔

مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ نبی کریمؐ کی رسالت کا مقصد ایک نئی دنیا آباد کرنا تھا جس ڈگر پر دنیا چل رہی تھی اس میں ایک انقلاب لانا تھا نوع انسان کے ضمیر کو روح کو اپنے اصل کی طرف Reverseکرنا تھا اور طریقہ اسکا وہی استعمال کیا کہ پہلے زندگی کی ڈگر بدلنے کے لیئے اسکی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب لائے آیات نے گہرے چلائے گئے ہل کا کام کیا، عمر کے دل کو آیات نے ہی نرم کیا پھر کنکر پتھر جڑی بوٹیاں نکال کر اسے Purifyکیا۔ تزکیہ کر کے

اسے بدلا(Transform کیا) اور جب اُن کی سوچ صاف ستھری ہو گئی اُن کے concepts clear ہو گئے اُن کے دل و دماغ میں ایسے معاشرے کی تصویر اُبھر آئی جو انصاف، عدل اور قسط پر استوار ہو۔ جب اُن کے Concious میں ایک ایسا معاشرہ متشکل ہو گیا تو ریاست مدینہ کی بنیاد رکھ دی اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق کیا۔گویا پیامِ مشرق کے دیباچے میں سے جو اقتباس میں نے شروع میں دیا تھا۔وہ علامہ اقبال کے اس مطالعے کا نچوڑ تھا جو قرآن اور فطرت اللہ (اللہ کی عادت سنت، طریقہ) کے ضمن میں وہ زندگی بھر جاری رکھے ہوئے تھے۔اور انسانوں کو انہوں نے یاد دلایا کہ جب بھی انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہو، جب بھی دنیا کی تعمیرِنو کی ضرورت ہو گی تو صرف یہی ایک طریقہ ہے جو اختیار کیا جا سکتا ہے، اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا۔